

تم کو زیادہ دیا پس خدا کے کرشموں کو یاد کرو تاکہ فلاح یاب ہو۔ انہوں نے کہا کیا تم تمہارے پاس اس غرض سے آئے ہو کہ ہم ایک خدا کی عبادت کریں اور جن کو ہمارے باپ دادا پوجتے آئے ہیں انہیں ہم چھوڑ دیں پس اگر تم سچے ہو جس چیز سے ہم دھمکتے ہو لاؤ۔ جو دنے کہا تمہارے پروردگار کی طرف سے تم پر عذاب اور غضب نازل ہوا ہی چاہتا ہے، کیا تم لوگ محمد کو ایسے من گڑبست توں کے بارے میں جھگڑتے ہو جن کی الوہیت پر خدا نے کوئی دلیل بھی نازل نہیں فرمائی پس انتظار کرو میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کروں ہوں۔

الْحَلْقُ بَصْطَةٌ فَاذْكُرُوا آلَاءَ اللَّهِ لَعَلَّكُمْ تَفْعَلُونَ قَالُوا أَجِئْتَنَا لِنَعْبُدَ اللَّهَ وَحْدَهُ وَنَذَرَ مَا كَانَ يَعْبُدُ آبَاءُنَا وَإِنَّا لَنَاقِلُونَ قَالُوا لَقَدْ نَأَانُ كُنْتُمْ مِنَ الصَّادِقِينَ قَالَ قَدْ وَقَعَ عَلَيْكُمْ مِنْ رَبِّكُمْ رِجْسٌ وَغَضَبٌ أَتُجَادُونَنِي فِي آسَاءِ أَسْمَائِكُمْ مَوْهَا أَنْتُمْ وَاَبَاءُكُمْ مَا نَزَّلَ اللَّهُ مِنْ سُلْطَانٍ فَأَنْظِرُوا إِنِّي مَعَكُمْ مِنَ الْمُنْظِرِينَ ه

(۶۵-۷۱) اعراف

ذکورہ بالا آیات میں غور کرنے سے نصیح و خیر اندیشی کے علاوہ انبیاء علیہم السلام کی اور امتیازی خصوصیات بھی روشن ہوتی ہیں۔

(۱) ایک صاحب بصیرت کو سب سے پہلے پیغمبر اور دنیوی بادشاہ میں فرق نظر آئیگا وہ اس طرح کہ پیغمبر تو بہشت کے ساتھ ہی اپنی قوم کو غیر اللہ کی غلامی سے نجات دلانے کی انتھک کوشش کرتا ہے، اس راہ میں موانع اس کے سامنے پہاڑ بن کر ڈرتے اور سماتے ہیں مگر وہ ان کا انتہائی ثبات اور کوہ پستی سے مقابلہ کرتا ہے، اغراض پرست اس کی مخالفت پر کمر باندھے، طرح طرح سے اس کے خلاف مظاہرے کرتے ہیں مگر وہ اپنے نصب العین کی کامیابی کے لیے رات دن ایک کر دیتا ہے۔ بالآخر کامیابی کا سہرا اسی کے سر ہوتا ہے۔ یا یہ کہ اس کے مخالفین شقاوت و سرکشی کی بدولت صفحہ ہستی سے مٹا دیے جاتے ہیں اس کے برعکس ایک دنیاوی بادشاہ کی زندگی کا مقصود لوگوں کو غلام بنانا اور اپنا اٹھو سیدھا کرنا ہوتا ہے اس کی شریعت سب سے الگ تھلگ اس کی غرض ہوتی ہے، وہ اپنی غرض پوری کرنے کے لیے خون کی

ندیاں بہانا جائز سمجھتا ہے، آج مذہبِ یورپ کیا کر رہا ہے۔

(۲) پیغمبر کی ایک دوسری خصوصیت یہ ہے کہ وہ خاکِ پا سے بھی زیادہ خاکسار ہوتا ہے، انکسار و عجز کا جو اثر اس کے ظاہری جسم پر ہوتا ہے اس سے کہیں بڑھ کر اس کا قلب منفعّل ہوتا ہے، اسی بنا پر وہ اپنے آپ کو لوگوں کے سامنے خدا کا ایک قاصد و فرستادہ کی حیثیت سے پیش کرتا ہے۔

(۳) پیغمبر کی ایک اور نمایاں خصوصیت یہ بھی ہے کہ وہ بہت ہی متحمل ہوا کرتا ہے، ڈھیلے کا جواب پتھر سے نہیں دیا کرتا بلکہ لطف و پیار اس کی سب سے زبردست سپر ہوتی ہے، جلد انبیاء کی سیرت کا یہ نہایت روشن باب ہے۔

(۴) پیغمبر کی ایک اور خصوصیت یہ ہے کہ جب اس کی قوم اپنی نا سمجھی کی بنا پر معجزہ معجزہ کی رٹ لگاتی ہے تو محض اس توقع پر کہ ممکن ہے لوگ ٹھیک ہو جائیں معجزہ دکھانے میں زیادہ سے زیادہ تاخیر کرتا ہے، اس میں بھی اس کی اپنی قوم کے ساتھ انتہائی شفقت کا جذبہ کار فرما ہوتا ہے ہم نے قرآنِ پاک سے بطور مثال کے حضرت ہود کی اپنی قوم کے ساتھ خیر اندیشی کا حال پیش کیا ہے تاکہ اسی آئینہ میں اور پیغمبروں کی سیرتوں کو بھی مشاہدہ کر لیا جائے، ورنہ یہ وصف تو ایسا ہی جس میں اس جماعتِ قدسی کا ہر فرد برابر کا شریک ہے۔

نسخ کی اہمیت | حدیث شریف میں اس وصف کے اختیار کرنے پر بڑا زور دیا گیا ہے، ذیل کی حدیث اس باب میں حجتِ قاطعہ ہے :-

عَنْ جَبْرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ بَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى إِقَامِ الصَّلَاةِ وَإِيْتَاءِ  
الزَّكَاةِ وَالنَّصِيحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ. (بخاری جلد ۱۹ صفحہ ۱۹)

یہی نہیں بلکہ بعض حدیثوں سے تو یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ لغیر اس وصف کے ایمان درجہ کمال تک

پہنچتا ہی نہیں۔ ملاحظہ ہو۔

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يُؤْمِنُ  
أَحَدٌ كَرِهَتْهُ يُمُوتُ لِأَخِيهِ فَايُحِبُّ لِنَفْسِهِ  
آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ تم میں سے کسی شخص پر واقعی مومن  
میں مومن کا اطلاق نہیں ہو سکتا تا آنکہ وہ اپنے بھائی کے  
لیوہی پسند نہ کرے جو اپنے لیے پسند کرنا ہے۔  
(بخاری جلد ۱ صفحہ ۸)

ایک دوسری حدیث میں ہے :-

مَثَلُ الْمُؤْمِنِينَ فِي تَوَاضُعِهِمْ وَتَوَاضُعِهِمْ وَ  
مَخْلَفِ أَعْضَائِهِمْ أَحْسَنُ مِنْ مَثَلِ الْوَاحِدِ إِذَا اشْتَكَى  
مسلمانوں کی شیرازہ بندی ایسی ہے جیسے ایک جسم اور اس کے  
مختلف اعضاء، ایک عضو میں درد ہوتا ہے تو سارا جسم محسوس کرتا ہے  
اور اسکی بچپنی میں ایسی طرح حصہ لیتا ہے جیسے خدا کا اندر درد ہو رہا ہو۔  
ان دونوں حدیثوں سے واضح ہے کہ ایمان کی تکمیل اسی وقت ہوتی ہے جب انسان دوسروں  
کے لیے بھی ویسا ہی خیر اندیش ہو جیسا کہ خود اپنے لیے ہے، ورنہ اس پر لفظ مومن کا اطلاق ویسے ہی ہوگا،  
جیسے اندھے کو آپ بنا کہیں یا سمجھنے لگیں۔

ادپر کی سطروں میں نصح کی بابت انبیاء علیہم السلام اور صحابہ کرام کی مقدس سیرتوں کا جو خاکم  
پیش کیا گیا ہے وہ حرف بحرف صحیح ہے، مبالغہ کا شائبہ بھی نہیں ہے۔ ہمیں یقین ہے کہ قرن اول کے  
مسلمانوں کی شیرازہ بندی اسی مقدس تعلیم کے ذریعہ ہوئی تھی اور اسی کے ذریعہ انہوں نے ایسا عروج  
حاصل کیا تھا جس کے دیکھنے کے لیے ہماری نظریں مشتاق ہیں اور پھر اسی کی روحانیت پیدا کر کے ترقی  
کر سکتے ہیں۔

کیا مسلمانوں کی کوئی جماعت ہماری آواز پر لبیک کہنے کے لیے تیار ہے؟

# ”سَمُّ اللّٰلِی“ پر تنقید کا جواب

از مولانا عبدالغزیز الیمینی صدر شعبہ عربی مسلم یونیورسٹی علی گڑھ

(۴)

(۱۵) مجھے بلا قیمت ہدیہ کیوں نہیں بھیجی؟ اور میرے جہرہ نہ دینے کا کیوں بدلہ لیا؟ (۱۶) چونکہ میں بدقت تمام اُس کے خریدنے (تا امروز تھیانے) کے قابل ہوا، اس لیے تمہاری تغلیط ضروری ہے۔ (۱۷) ضرور ہے کہ ان تنبیہات پر تم دب جاؤ ورنہ اور ہوا خیزی کی جائیگی۔ (۱۸) سُنہے تم کہتے ہو کہ ابن حجر نے اصحاب میں اغلاط کیے ہیں، اور کہ ”فتح الباری“ مغلطی کی شرح سے ماخوذ ہے۔ وما یبغی لك هذا والا فالمتاخر سارق ومغیر علی المتقدم ولانت لا تعرف مغلطای وانا اعرفہ جلیل۔ کیونکہ وہ جناب کے تایا جان تھے۔ خود مانتے ہیں کہ متاخر سارق ہوں گے مگر اوروں کو ایسا کہنے کی اجازت نہیں دیتے (۱۹) تمہارے پاس کتب انساب درجال نہیں ہیں کہ جہرۃ النسب جو مولوی شجاعت علی رامپوری سے آپ نے ایٹھ لی تھی اور جس پر وہ مدۃ العمر نالاں رہے اور اکمال۔ (۲۰) کتبنا حتی تتیقن ان هناك سرجا لا یقدر من الاشیاء حق قدھا وان الارض لم تخل من قائم بحجۃ وبرہان حالانکہ اگر آپ شیعوں کے قائم منظر تھے تو ہمیں کیا؟ (۲۱) مدیر کتب خانہ آصفیہ نے مجھ سے یہ کیوں کہا؟ کہ تم ہمیں کے شاگرد ہو۔ (۲۲) ... یا جنگ نے تمہاری واسپی کجود مجھ سے یہ کیوں لکھا کہ ہمیں کی طرح کوئی تعمیری کارنامہ کرو۔ (۲۳) وائس چانسٹر علی گڑھ نے مجھے ایسا جواب کیوں دیا کہ یہاں کوئی اسامی خالی نہیں (۲۴) میرے صحیح کرینکولے کے جہرہ کے حوالے کیوں نہیں دیا کرتے۔ (۲۵) مجھ سے مدد کیوں نہیں لیا کرتے وغیرہ وغیرہ:-

وجاہل مدہ فی جملہ ضحکی حتی آتت ید فتراستہ و فتم

دکیف لا یجسد امر و علم لہ علی کل ہامۃ فندم

(ط) قالی یا بکری کی بہت سی خامیاں مجھے ہنوز معلوم نہ ہو سکیں تو: صلائے عام ہے یا ان نکتہ داں کے لیے! یہ بات کریں پیشا در سے آپ سے پوچھتا تھا اور آپ نہ پوچھتے تھے:- تفوہرتولے چرخ گرداں تفوہ۔ آپ کو تو شرح بی لے کورس میں بیاض چھوٹے کا اقرار ہے، بہت خوب! توجب آپ اُس میں میرے کچھ کام نہ آئے، تو لالی

میں جو انتہا درجہ نادر ہے آپ سے کیا امید ہو سکتی تھی؟ کہ ضعف الطالب والمطلوب۔

هوین علی بصر ما شق منظره فانما یقظات العین کا محکم

ناظرین میں ذاتیات سے ہمیشہ دور رہا ہوں، مگر مضمون تو ایسا نہیں ہے، جواب دینا ضرور ہے میں نے ہی جناب کو بوقت ورود سورت تقریباً سنہ ۱۹۰۰ء میں طلب علم پر آمادہ کیا تھا، ورنہ جناب آج کل کاشتکاری یا دکانداری کر رہے ہوتے :-

فلولا بنو عمران کان ابن یوسف کما کان عبدا من عبید ایاد

(ری) اعلیٰ درجہ کی کتابوں کا حوالہ دیا ہے یا کیا؟ اس کا اندازہ تو شروع کی طول طویل نہرت المآخذ پر نظر ڈالنے سے معلوم ہو گا کہ شاید ہی کسی کتاب کے مؤلف نے اتنی کتابیں پیش نظر رکھی ہوں۔ غالباً جھوٹ لکھتے وقت آپ کچھ حیا سے کام لینے کے عادی نہیں معلوم ہوتے؟ ورنہ وقاحت کے ساتھ یہ جرات قیامت، قیامت بلجیحی جمہرہ کے چند حوالے ۵۵ و ۱۲۱ و ۱۲۳ و ۱۶۹ و ۱۷۳ و ۱۷۶ و ۲۰۱ و ۲۵۳ و ۳۱۶ و ۳۲۱ و ۳۳۷ و ۳۵۲ و ۳۶۰ و ۳۷۰ و ۳۷۳ و ۳۹۲ و ۳۹۹ و ۴۳۳ و ۴۳۶ و ۴۸۰ و ۴۹۲ و ۴۹۳ و ۵۸۳ و ۶۵۳ و ۶۵۴ و ۶۸۳ و ۶۰۲ و ۶۰۳ و ۶۳۲ و ۶۳۸ و ۶۷۲ و ۶۷۳ و ۶۷۴ و ۶۷۵ و ۶۷۶ و ۶۷۷ و ۶۷۸ و ۶۷۹ و ۶۸۰ و ۶۸۱ و ۶۸۲ و ۶۸۳ و ۶۸۴ و ۶۸۵ و ۶۸۶ و ۶۸۷ و ۶۸۸ و ۶۸۹ و ۶۹۰ و ۶۹۱ و ۶۹۲ و ۶۹۳ و ۶۹۴ و ۶۹۵ و ۶۹۶ و ۶۹۷ و ۶۹۸ و ۶۹۹ و ۷۰۰ و ۷۰۱ و ۷۰۲ و ۷۰۳ و ۷۰۴ و ۷۰۵ و ۷۰۶ و ۷۰۷ و ۷۰۸ و ۷۰۹ و ۷۱۰ و ۷۱۱ و ۷۱۲ و ۷۱۳ و ۷۱۴ و ۷۱۵ و ۷۱۶ و ۷۱۷ و ۷۱۸ و ۷۱۹ و ۷۲۰ و ۷۲۱ و ۷۲۲ و ۷۲۳ و ۷۲۴ و ۷۲۵ و ۷۲۶ و ۷۲۷ و ۷۲۸ و ۷۲۹ و ۷۳۰ و ۷۳۱ و ۷۳۲ و ۷۳۳ و ۷۳۴ و ۷۳۵ و ۷۳۶ و ۷۳۷ و ۷۳۸ و ۷۳۹ و ۷۴۰ و ۷۴۱ و ۷۴۲ و ۷۴۳ و ۷۴۴ و ۷۴۵ و ۷۴۶ و ۷۴۷ و ۷۴۸ و ۷۴۹ و ۷۵۰ و ۷۵۱ و ۷۵۲ و ۷۵۳ و ۷۵۴ و ۷۵۵ و ۷۵۶ و ۷۵۷ و ۷۵۸ و ۷۵۹ و ۷۶۰ و ۷۶۱ و ۷۶۲ و ۷۶۳ و ۷۶۴ و ۷۶۵ و ۷۶۶ و ۷۶۷ و ۷۶۸ و ۷۶۹ و ۷۷۰ و ۷۷۱ و ۷۷۲ و ۷۷۳ و ۷۷۴ و ۷۷۵ و ۷۷۶ و ۷۷۷ و ۷۷۸ و ۷۷۹ و ۷۸۰ و ۷۸۱ و ۷۸۲ و ۷۸۳ و ۷۸۴ و ۷۸۵ و ۷۸۶ و ۷۸۷ و ۷۸۸ و ۷۸۹ و ۷۹۰ و ۷۹۱ و ۷۹۲ و ۷۹۳ و ۷۹۴ و ۷۹۵ و ۷۹۶ و ۷۹۷ و ۷۹۸ و ۷۹۹ و ۸۰۰ و ۸۰۱ و ۸۰۲ و ۸۰۳ و ۸۰۴ و ۸۰۵ و ۸۰۶ و ۸۰۷ و ۸۰۸ و ۸۰۹ و ۸۱۰ و ۸۱۱ و ۸۱۲ و ۸۱۳ و ۸۱۴ و ۸۱۵ و ۸۱۶ و ۸۱۷ و ۸۱۸ و ۸۱۹ و ۸۲۰ و ۸۲۱ و ۸۲۲ و ۸۲۳ و ۸۲۴ و ۸۲۵ و ۸۲۶ و ۸۲۷ و ۸۲۸ و ۸۲۹ و ۸۳۰ و ۸۳۱ و ۸۳۲ و ۸۳۳ و ۸۳۴ و ۸۳۵ و ۸۳۶ و ۸۳۷ و ۸۳۸ و ۸۳۹ و ۸۴۰ و ۸۴۱ و ۸۴۲ و ۸۴۳ و ۸۴۴ و ۸۴۵ و ۸۴۶ و ۸۴۷ و ۸۴۸ و ۸۴۹ و ۸۵۰ و ۸۵۱ و ۸۵۲ و ۸۵۳ و ۸۵۴ و ۸۵۵ و ۸۵۶ و ۸۵۷ و ۸۵۸ و ۸۵۹ و ۸۶۰ و ۸۶۱ و ۸۶۲ و ۸۶۳ و ۸۶۴ و ۸۶۵ و ۸۶۶ و ۸۶۷ و ۸۶۸ و ۸۶۹ و ۸۷۰ و ۸۷۱ و ۸۷۲ و ۸۷۳ و ۸۷۴ و ۸۷۵ و ۸۷۶ و ۸۷۷ و ۸۷۸ و ۸۷۹ و ۸۸۰ و ۸۸۱ و ۸۸۲ و ۸۸۳ و ۸۸۴ و ۸۸۵ و ۸۸۶ و ۸۸۷ و ۸۸۸ و ۸۸۹ و ۸۹۰ و ۸۹۱ و ۸۹۲ و ۸۹۳ و ۸۹۴ و ۸۹۵ و ۸۹۶ و ۸۹۷ و ۸۹۸ و ۸۹۹ و ۹۰۰ و ۹۰۱ و ۹۰۲ و ۹۰۳ و ۹۰۴ و ۹۰۵ و ۹۰۶ و ۹۰۷ و ۹۰۸ و ۹۰۹ و ۹۱۰ و ۹۱۱ و ۹۱۲ و ۹۱۳ و ۹۱۴ و ۹۱۵ و ۹۱۶ و ۹۱۷ و ۹۱۸ و ۹۱۹ و ۹۲۰ و ۹۲۱ و ۹۲۲ و ۹۲۳ و ۹۲۴ و ۹۲۵ و ۹۲۶ و ۹۲۷ و ۹۲۸ و ۹۲۹ و ۹۳۰ و ۹۳۱ و ۹۳۲ و ۹۳۳ و ۹۳۴ و ۹۳۵ و ۹۳۶ و ۹۳۷ و ۹۳۸ و ۹۳۹ و ۹۴۰ و ۹۴۱ و ۹۴۲ و ۹۴۳ و ۹۴۴ و ۹۴۵ و ۹۴۶ و ۹۴۷ و ۹۴۸ و ۹۴۹ و ۹۵۰ و ۹۵۱ و ۹۵۲ و ۹۵۳ و ۹۵۴ و ۹۵۵ و ۹۵۶ و ۹۵۷ و ۹۵۸ و ۹۵۹ و ۹۶۰ و ۹۶۱ و ۹۶۲ و ۹۶۳ و ۹۶۴ و ۹۶۵ و ۹۶۶ و ۹۶۷ و ۹۶۸ و ۹۶۹ و ۹۷۰ و ۹۷۱ و ۹۷۲ و ۹۷۳ و ۹۷۴ و ۹۷۵ و ۹۷۶ و ۹۷۷ و ۹۷۸ و ۹۷۹ و ۹۸۰ و ۹۸۱ و ۹۸۲ و ۹۸۳ و ۹۸۴ و ۹۸۵ و ۹۸۶ و ۹۸۷ و ۹۸۸ و ۹۸۹ و ۹۹۰ و ۹۹۱ و ۹۹۲ و ۹۹۳ و ۹۹۴ و ۹۹۵ و ۹۹۶ و ۹۹۷ و ۹۹۸ و ۹۹۹ و ۱۰۰۰

شاہکار "الانفاذ" کے لیجیے :-

۱۱۷۱ و ۱۱۷۲ و ۱۱۷۳ و ۱۱۷۴ و ۱۱۷۵ و ۱۱۷۶ و ۱۱۷۷ و ۱۱۷۸ و ۱۱۷۹ و ۱۱۸۰ و ۱۱۸۱ و ۱۱۸۲ و ۱۱۸۳ و ۱۱۸۴ و ۱۱۸۵ و ۱۱۸۶ و ۱۱۸۷ و ۱۱۸۸ و ۱۱۸۹ و ۱۱۹۰ و ۱۱۹۱ و ۱۱۹۲ و ۱۱۹۳ و ۱۱۹۴ و ۱۱۹۵ و ۱۱۹۶ و ۱۱۹۷ و ۱۱۹۸ و ۱۱۹۹ و ۱۲۰۰ و ۱۲۰۱ و ۱۲۰۲ و ۱۲۰۳ و ۱۲۰۴ و ۱۲۰۵ و ۱۲۰۶ و ۱۲۰۷ و ۱۲۰۸ و ۱۲۰۹ و ۱۲۱۰ و ۱۲۱۱ و ۱۲۱۲ و ۱۲۱۳ و ۱۲۱۴ و ۱۲۱۵ و ۱۲۱۶ و ۱۲۱۷ و ۱۲۱۸ و ۱۲۱۹ و ۱۲۲۰ و ۱۲۲۱ و ۱۲۲۲ و ۱۲۲۳ و ۱۲۲۴ و ۱۲۲۵ و ۱۲۲۶ و ۱۲۲۷ و ۱۲۲۸ و ۱۲۲۹ و ۱۲۳۰ و ۱۲۳۱ و ۱۲۳۲ و ۱۲۳۳ و ۱۲۳۴ و ۱۲۳۵ و ۱۲۳۶ و ۱۲۳۷ و ۱۲۳۸ و ۱۲۳۹ و ۱۲۴۰ و ۱۲۴۱ و ۱۲۴۲ و ۱۲۴۳ و ۱۲۴۴ و ۱۲۴۵ و ۱۲۴۶ و ۱۲۴۷ و ۱۲۴۸ و ۱۲۴۹ و ۱۲۵۰ و ۱۲۵۱ و ۱۲۵۲ و ۱۲۵۳ و ۱۲۵۴ و ۱۲۵۵ و ۱۲۵۶ و ۱۲۵۷ و ۱۲۵۸ و ۱۲۵۹ و ۱۲۶۰ و ۱۲۶۱ و ۱۲۶۲ و ۱۲۶۳ و ۱۲۶۴ و ۱۲۶۵ و ۱۲۶۶ و ۱۲۶۷ و ۱۲۶۸ و ۱۲۶۹ و ۱۲۷۰ و ۱۲۷۱ و ۱۲۷۲ و ۱۲۷۳ و ۱۲۷۴ و ۱۲۷۵ و ۱۲۷۶ و ۱۲۷۷ و ۱۲۷۸ و ۱۲۷۹ و ۱۲۸۰ و ۱۲۸۱ و ۱۲۸۲ و ۱۲۸۳ و ۱۲۸۴ و ۱۲۸۵ و ۱۲۸۶ و ۱۲۸۷ و ۱۲۸۸ و ۱۲۸۹ و ۱۲۹۰ و ۱۲۹۱ و ۱۲۹۲ و ۱۲۹۳ و ۱۲۹۴ و ۱۲۹۵ و ۱۲۹۶ و ۱۲۹۷ و ۱۲۹۸ و ۱۲۹۹ و ۱۳۰۰ و ۱۳۰۱ و ۱۳۰۲ و ۱۳۰۳ و ۱۳۰۴ و ۱۳۰۵ و ۱۳۰۶ و ۱۳۰۷ و ۱۳۰۸ و ۱۳۰۹ و ۱۳۱۰ و ۱۳۱۱ و ۱۳۱۲ و ۱۳۱۳ و ۱۳۱۴ و ۱۳۱۵ و ۱۳۱۶ و ۱۳۱۷ و ۱۳۱۸ و ۱۳۱۹ و ۱۳۲۰ و ۱۳۲۱ و ۱۳۲۲ و ۱۳۲۳ و ۱۳۲۴ و ۱۳۲۵ و ۱۳۲۶ و ۱۳۲۷ و ۱۳۲۸ و ۱۳۲۹ و ۱۳۳۰ و ۱۳۳۱ و ۱۳۳۲ و ۱۳۳۳ و ۱۳۳۴ و ۱۳۳۵ و ۱۳۳۶ و ۱۳۳۷ و ۱۳۳۸ و ۱۳۳۹ و ۱۳۴۰ و ۱۳۴۱ و ۱۳۴۲ و ۱۳۴۳ و ۱۳۴۴ و ۱۳۴۵ و ۱۳۴۶ و ۱۳۴۷ و ۱۳۴۸ و ۱۳۴۹ و ۱۳۵۰ و ۱۳۵۱ و ۱۳۵۲ و ۱۳۵۳ و ۱۳۵۴ و ۱۳۵۵ و ۱۳۵۶ و ۱۳۵۷ و ۱۳۵۸ و ۱۳۵۹ و ۱۳۶۰ و ۱۳۶۱ و ۱۳۶۲ و ۱۳۶۳ و ۱۳۶۴ و ۱۳۶۵ و ۱۳۶۶ و ۱۳۶۷ و ۱۳۶۸ و ۱۳۶۹ و ۱۳۷۰ و ۱۳۷۱ و ۱۳۷۲ و ۱۳۷۳ و ۱۳۷۴ و ۱۳۷۵ و ۱۳۷۶ و ۱۳۷۷ و ۱۳۷۸ و ۱۳۷۹ و ۱۳۸۰ و ۱۳۸۱ و ۱۳۸۲ و ۱۳۸۳ و ۱۳۸۴ و ۱۳۸۵ و ۱۳۸۶ و ۱۳۸۷ و ۱۳۸۸ و ۱۳۸۹ و ۱۳۹۰ و ۱۳۹۱ و ۱۳۹۲ و ۱۳۹۳ و ۱۳۹۴ و ۱۳۹۵ و ۱۳۹۶ و ۱۳۹۷ و ۱۳۹۸ و ۱۳۹۹ و ۱۴۰۰

دا محمد بن یوسف السورقی اور الحجاج۔